Al-Azhār

Volume 8, Issue 2 (July-December, 2022)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/19

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/416

Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.7510088

Title A discussion on the different capacities of women as described in Islam and the poetry of Iqbal.

Author (s): Dr.Robina Yasmeen,Nuzhat Rauof, Dr. Nasreen Amin

Received on: 26 January, 2022

Accepted on: 27 March, 2022

Published on: 25 December, 2022

Citation: Dr.Robina Yasmeen, Nuzhat Rauof, Dr. Nasreen Amin" A discussion on the different capacities of women as described in Islam and the poetry of Iqbal." Al-Azhār: 8 No.2 (2022):44-54

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

اسلام اور شعر اقبال میں عورت کی مختلف حیثیات

A discussion on the different capacities of women as described in Islam and the poetry of Iqbal

**Dr.Robina Yasmeen*

***Nuzhat Rauof*

****Dr. Nasreen Amin*

Abstract:

Allama Muhammad Iqbal has presented universal concepts regarding the various positions and statues of women.

And in the Islamic context, the respect and purity of women is highlighted. In his poetry, he addresses fundamental questions about women in the light of the true natural and imitative teachings of Islam. Therefore, Fiqr-e-iqbal gives clear and consoling answers in this regard. This article, tries to present Iqbal's universal concepts regarding the status of women in detail.

Key Words:- Iqbal, women position and status, concepts, Islam, respect, purity, statues of women in detail.

....

** Assistant professor of Urdu department, Qurtuba university science and information technology, Hayatabad Peshawar*

*** Ph.D Scholar, Department of Urdu Islamia College University, Peshawar*

**** Assistant professor of Urdu department, Sarhad University of science and information technology, Peshawar*

خلاصہ:

علامہ محمد اقبال نے عورت کی مختلف حیثیات کے مقام و مرتبے کے حوالے سے آفاقی تصورات پیش کئے ہیں اور اسلامی تناظر میں عورت کے احترام اور پاکیزگی کو نمایاں کیا ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری میں عورت کے حوالے سے بنیادی سوالات کو اسلام کے حقیقی، فطری اور قابل تقلید تعلیمات کی روشنی میں حل کیا ہے۔ لہٰذا فکر افکال میں اس حوالے سے واضح اور تشفی جوابات ملتے ہیں مقالہ ہذا میں اسی اجمال کے پیش نظر اقبال کے تقریباً تمام افکار کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

کلیدی الفاظ: اقبال، عورت، مقام و مرتبہ، تصورات، اسلام، احترام، پاکیزگی

علامہ محمد اقبال جہاں حکیم الامت، شاعر مشرق اور ترجمان حقیقت ہیں وہاں انھوں نے عورت کے مقام و مرتبے کے حوالے سے بھی آفاقی تصورات پیش کیے ہیں۔ اس سے قبل چشم فلک نے عورت کے سینکڑوں رنگ اور ہزاروں روپ دیکھے۔ تاریخ عالم کے صفحات عورت کے رنگارنگ کردار کی نیرنگوں سے بھرے پڑے ہیں۔ لیکن یہ مسئلہ ہر دور ہر قوم اور ہر ملک میں زیر بحث رہا کہ معاشرے میں عورت کا صحیح مقام کیا ہے؟ عورت کو تو کبھی زمین میں زندہ گاڑ دیا گیا۔ کبھی ان کی ہستی سے ہی انکار کیا گیا۔ کہیں مذہبی ترقی میں رکاوٹ تصور کی گئی تو کہیں فتنہ و فساد کی جڑ اور گناہوں کی پیداوار۔ غرض عورت کا ہر دور اور ہر سطح پر استحصال کیا گیا بلکہ ہماری شاعری میں بھی عورت کو محض سطحی طور پر زیر بحث لایا گیا۔

جدید شاعری میں اقبال ہی ایسے شاعر ہیں جن کے ہاں صنفی عریانیت، سطحیت اور آلودگی کی بجائے عورت کا احترام، پاکیزگی اور بلندی کی حیثیت نمایاں ہے اور فکر اقبال میں خواتین کے مقام کے حوالے سے واضح اور تشفی جوابات ملتے ہیں۔

اسلام نے عورت کے جو احکام اور حقوق مقرر کیے اقبال نے قوم کی بیٹی کو خالصتاً وہی مقام دیا جو اسلام کا ہے اور اسلام کے سادہ اور صاف تعلیمات کے ذریعے خواتین کی فطری حیثیت کو واضح کیا ہے۔

اقبال کے نزدیک عورت ایک واجب الاحترام ہستی ہے عورت کی عظمت کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ جنت کو ماؤں کے قدموں تلے بتایا گیا ہے۔ اس سے ایک طرف تو عورت کی اہمیت اور عظمت کا اظہار مقصود ہے اور دوسری طرف اسے اُمومیت کا احساس دلانا ہے۔ جنت تو ایسی وقت ماں کے قدموں تلے ہو سکتی ہے جب عورت ماں بنے گی

گفت آن مقصد حرف کن فکاں   زیر پائی اُمہات آمد جنان (1)

لہذا عورت اُمومت کے منصب کی وجہ سے محترم ہے۔ماں کی پاکیزہ فطرت ملت اسلامیہ کے لئے سرمایہ رحمت ہے۔ عورت کا بنیادی وظیفہ اُمومت اور اولین فرض اولاد کی تربیت ہے۔ اُمومت ایک مقدس، پاکیزہ اور بلند مرتبت ادارہ ہے۔ اسی سے نوع انسان کی بقاہے۔ اسلام کی تہذیبی اور افرادی قوت مسلمان عورت ہی کے دم قدم سے ہے۔

ازاmومت گرم رفتار حیات   ازامومت کشف اسرار حیات

ازامومت پیچ وتاب جوی ما   موج وگرداب وحباب جوی ما (2)

ماؤں کی گود سے ایسے بچے پیدا ہوتے ہیں جن کے ذریعے تعمیر وترقی اور ممکنات کے دروازے کھلتے ہیں جو قوموں کے کردار کی تعمیر کرتے ہیں۔ امومت اپنی شان میں رحمت رکھتی ہے جسے نبوت محمد ﷺ سے ایک نسبت حاصل ہے اور وہ اس طرح کہ نبی کریم ﷺ کی شفقت ومحبت کا پرتو ماوں کے دلوں میں ڈالا گیا ہے۔ ملت ماوں کی تکریم سے ہے۔اس کے بغیر زندگی کا کام ادھورارہ جاتا ہے۔امومت ہی سے زندگی گرم رفتار ہے۔

نیک اگر بینی امومت رحمت است   زانکہ اورابانبوت نسبت است

شفقت او شفقت پیغمبر است   سیرت اقوام راصوگر است (3)

اقبال کے ہاں عورت کا مقام ومرتبہ متعین کرنے کے سلسلے میں تعلیم کا پہلو بھی اہم ہے۔ ان کے نزدیک تعلیم خواتین کے لیے بھی اتنی ہی ضروری بلکہ ناگزیر ہے جس قدر مردوں کے لیے۔ عورت کو زیور تعلیم سے مزین کرنا سارے خاندان کو تعلیم دینا ہے لہذا اسے تعلیم سے محروم رکھنا ایک بڑے ظلم کے مترادف ہے لیکن اقبال مغربی ڈھب کی تعلیم کے قائل نہیں بلکہ اسے سم قاتل سمجھتے ہیں۔ خواتین کی ذہنی تربیت کے لیے دین ومذہب کی تعلیم ضروری ہے کیوں کہ مذہبی تعلیم سے ہی اُمومت کا تصور پختہ ہوتا ہے اور مغربی تعلیم سے جذبہ اُمومت ختم ہوجاتا ہے۔ماں کی مامتا کی روایت کمزور پڑجاتی ہے اس لیے اقبال کہتے ہیں کہ جس علم سے عورت اپنی حصوصیات کھودیتی ہیں۔وہ علم نہیں بلکہ موت ہے اور فرنگی تہذیب قوموں کو اسی موت کی دعوت دے رہی ہے۔

تہذیب فرنگی ہے اگر مرگ امومت   ہے حضرت انساں کے لیے اس کا ثمر موت

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن   کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت

بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسہ زن   ہے عشق ومحبت کے لیے علم وہنر موت (4)

لہذا ایسی تعلیم جس میں دین ومذہب کا عمل دخل نہ ہو، اقبال کے لیے قابل قبول نہیں۔ خطبہ علی گڑھ میں فرماتے ہیں:

"تمام وہ مضامین جو ان کی نسائیت کی نفی کرے یا اسلام کی حلقہ بگوشی سے انہیں۔ آزاد کرانے والے ہیں، بااحتیاط ان کے نصاب تعلیم سے خارج کردینا چاہیے"۔(5)

اقبال کے نزدیک عورت اگر علم وادب کی کوئی بڑی خدمت انجام نہ دے سکے تب بھی صرف اس کی مامتا ہی قابل قدر ہے جس کے طفیل مشاہیر عالم پروان چڑھتے ہیں اور دنیا کا کوئی انسان ایسا نہیں جو اس کا ممنون احسان نہیں۔ گویا اقبال کہتے ہیں کہ عورت کا کمال یہ نہیں کہ وہ علم وفضل میں ارسطو اور افلاطون بن جائے بلکہ اس کا اصلی کمال یہ ہے کہ وہ ارسطو اور افلاطون کو پیدا کرے۔

شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشت خاک اس کی　　کہ ہر شرف ہے اسی درج کا دُرِ مکنون
مکالمات فلاطون نہ لکھ سکی، لیکن　　اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرار افلاطون(6)

اس طرح اقبال صفت امومت پر خصوصی زور دیتے ہیں اور عورت کی جو عظمت اور شرف وامتیاز اقبال کے کلام میں ہے وہ اُمومت سے وابستہ ہے۔ اگر مغرب زدہ عورت بار امومت نہیں اٹھاتی تو وہ ناقص عورت ہے اور مسلم امت کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ اُمومت کے بعد اقبال نسوانیت پر زور دیتے ہیں۔ جس میں فطری شرم وحیا، عفت مابی، اپنے شوہروں سے وفاداری اور عزت وحمیت شامل ہیں۔ موجودہ دور میں مغربی افکار اور تعلیم کے زیر اثر جہاں مشرقی اقدار سے دوری اور مذہب سے بے گانگی عام ہوئی وہاں خواتین نے مساوات کا نعرہ لگایا اور آج ہر طبقے کی عورت تہذیب مغرب کی تحریک "آزادی نسواں" کے طلسم میں گرفتار ہے۔ وہ قومیں جنھوں نے اسلام کی تقلید میں طبقہ نسواں کو عزت عطا کی تھی وہ اس میں اتنی بڑھ گئیں کہ اب یہ ہمسری بے راہ روی کے سانچے میں ڈھل کر فحاشی کی حدود کو چھو رہی ہے۔ لہٰذا جو عورت ابتدا میں ایک قابل نفرت وجود کی حیثیت رکھتی تھی وہی رد عمل دور حاضر میں ایک دوسری انتہا کی صورت میں آیا ہے۔ یعنی آزادی نسواں یا "مساوات مردوزن" اور پھر مادر پدر کی آزادی تک جا پہنچا۔ اقبال نے عورت کی اس بے مہار آزادی پر اپنے مخصوص انداز میں تنقید کی ہے۔ اقبال کے نزدیک مادر پدر آزادی کی شریعت نے کبھی اجازت نہیں دی اور مساوات مردوزن کا تصور خلاف فطرت ہے کیوں کہ قدرت نے دونوں کو الگ لگ فرائض تفویض کہتے ہیں۔ اقبال کے

حوالے سے یہ مغالطہ پایا جاتا ہے کہ انہوں نے آزادی نسواں میں تنگ نظری سے کام لیا ہے اور اقبال مردوں کو جس طرح اثبات خودی کی تعلیم دیتے ہیں لیکن عورتوں کو اس کا موقع دینا نہیں چاہتے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اقبال عورتوں کی ترقی اور استحکام خودی کے مخالف نہیں بلکہ وہ صرف ان طریقوں کے مخالف ہیں جو آزادی نسواں کی تحریک نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اختیار کر لیے ہیں۔

اقبال کے خیال میں خودی کی ترقی کا ذریعہ یہ ہے کہ ہر فرد اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے اور پروان چڑھانے میں آزاد ہے لیکن عورت کی صلاحیتیں مرد کی صلاحیتوں ہیں اور ان صلاحیتوں سے مختلف کو ایک بتانا اور ان کے فرق سے انکار کرنا فطرت سے منہ مڑنا ہے۔ عورت کا اثبات خودی اور استحکام خودی اس میں مضمر ہے کہ وہ فطری قوانین کے مطابق اپنے فرائض اُمومیت کو پورا کرے اور اپنی عزت نفس کو برقرار رکھتے ہوئے نسل انسانی کی ذمہ داری اپنے سر لے لے۔ عورت خودی کی ترقی و تکمیل صرف پردہ میں رہ کر کر سکتی ہے جس طرح گوہر سیپی کے اندر بنتا ہے۔ اسی طرح عورت کا باحجاب رہنے اور مردوں کی نظروں سے مستور ہونے کا بھی یہی جواز ہے۔

آغوش صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے وہ قطرہ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر (7)

اقبال بے پردگی کے سخت خلاف ہیں جو آزادی نسواں کا ایک بڑا مظہر ہے۔ اقبال پردے کی حمایت میں کہتے ہیں کہ پردہ عورت کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں۔ وہ پردے میں رہ کر تمام جائز سرگرمیوں میں حصہ لے کر اپنے فرائض کی انجام دہی کر سکتی ہے جس طرح خالق کائنات پس پردہ ہی کارگاہِ عالم کو چلا رہا ہے۔ اس کی ذات گو حجاب قدس میں ہے لیکن اس کی صفات کی پرچھائیاں بحر و بر پر پھیلی ہوئی ہیں۔

جہانتابی ز نور حق بیاموز که او با صد تجلی در حجاب است (8)

اقبال کے خیال میں عورت جب پردے سے باہر آجاتی ہے تو وہ زیب و زینت، ذہنی پراگندگی، جھوٹی نمائش اور بے حیائی کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ عورت کے ذاتی جوہر خلوت میں کھلتے ہیں جلوت میں نہیں؛

رُسوا کیا اس دور کو جلوت کی ہوس نے روشن ہے نگہ آئینہ دل ہے مکدر
بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدود سے ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر
خلوت میں خودی ہوتی ہے خودگیر و لیکن خلوت نہیں اب دیر و حرم میں بھی میسر (9)

اور جو عورت اس شاہراہ کو چھوڑ کر جب کبھی کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گی وہ اپنی خودی مستحکم نہیں کر سکی گی۔ اقبال پردہ کے مخالفوں کے جواب میں کہتے ہیں کہ پردہ جسم کا حجاب ہے لیکن اسے عورت کی بلند صفات اور پنہاں امکانات کے لیے رکاوٹ کیسے کہا جا سکتا ہے۔ لہذا اصل سوال یہ نہیں کہ چہرے پر پردہ ہو یا نہ ہو۔ بلکہ یہ ہے کہ شخصیت اور حقیقت ذات پر پردے نہ پڑے ہوں اور ان کی خودی بیدار اور آشکارا ہو۔ لہذا اقبال نے خواتین کی خودی کو آزادانہ بے راہ روی سے صرف اس لیے روکا ہے تا کہ وہ ایک مکمل فطری خودی پیدا کر سکیں۔

اقبال نے عورت کی فطری حیثیت کے حوالے سے جو نکتہ بیان کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ چوں کہ عورت کو اللہ تعالی نے فطری طور پر کمزور بنایا ہے اور وہ اپنے جوکے اظہار کا فطری جذبہ رکھتی ہے۔ عورت کا جوہر یہ ہے کہ وہ ماں بنتی ہے یہ کام مرد کے بغیر سرانجام نہیں پا سکتا۔ اس طرح وہ فعل تخلیق میں مرد کے تعاون کی محتاج ہے۔ جبکہ مرد اپنی ذاتی خوبیوں کا اظہار دوسرے کی مدد کے بغیر کر سکتا ہے اور عورت اپنی اور اپنی عصمت کی حفاظت کے لیے مرد کی ضرورت مند ہے۔ اگرچہ اقبال کو بھی اس کا افسوس ہے کہ مرد کے جوہر عورت کے بغیر کھل جاتے ہیں لیکن عورت کے جوہر بغیر مرد کے نہیں کھلتے تاہم یہ ایک قدرتی چیز ہے اور اس کا کوئی علاج نہیں۔

جوہر مرد عیاں ہوتا ہے بے منت غیر غیر کے ہاتھ میں ہے جوہر عورت کی نمود
میں بھی مظلومی نسواں سے ہوں غم ناک بہت نہیں ممکن مگر اس عقدہ مشکل کی کشود(10)

دوسری طرف "مرد کو عورت پر فضیلت اور اولیت حاصل ہے تو یہ کسی نسی اور صنفی تفریق کی بنا پر نہیں بلکہ خود عورت کے حیاتیاتی اور عضویاتی فرق اور فطرت کے لحاظ کے ساتھ اس کے حقوق و مصالح کی رعایت کے پیش نظر ہے"۔(1) دراصل یہ غلط فہمی لفظ "قوام" کا صحیح معنی و مفہوم نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ "قوام" اسے کہتے ہیں۔ جو کسی فرد یا ادارے یا نظام کے معاملات کو درست حالت میں چلانے اور اس کی حفاظت و نگہبانی اور اس کی ضروریات مہیا کرنے کا ذمہ دار ہو۔ ۱۹۲۹ کو انجمن خواتین مدارس کے سپاس نامے کے جواب میں فرماتے ہیں:

مجھے بتلانے کی ضرورت نہیں کہ اسلام میں مردو زن میں قطعی مساوات ہے۔ میں نے قرآن کی آیت سے یہی سمجھا ہے۔ بعض علما مرد کی فوقیت کے قائل ہیں۔ جس آیت سے شک کیا جاتا ہے وہ مشہور ہے: الرجال قوامون علی النساء (النساء:۔ ۳۴ عربی محاورے کی رو سے اس کی تفسیر صحیح معلوم نہیں ہوتی کہ مرد کو عورت پر فوقیت حاصل ہے۔ عربی گرامر کی رو سے قائم کا صلہ جب علیٰ پر آئے تو معنی محافظت کے ہو جات

ے ہیں۔۔۔۔دیگر کئی لحاظ سے بھی مرد عورت میں کسی قسم کا فرق نہیں"۔(12)

گویا آیت کریم میں جو فرمایا گیا۔ "فضل اللہ" (اللہ نے فضیلت دی ہے) تو اس میں فضیلت معنی شرف وعزت اور برتری نہیں بلکہ یہاں یہ لفظ اس معنی میں ہے۔ کہ ان میں سے ایک صنف (یعنی مرد) کو اللہ نے طبعاً ایسی خصوصیات اور قوتیں عطا کی ہیں جو دوسری صنف (یعنی عورت) کو نہیں دیں یا اس سے کم دی ہیں۔ اس بنا پر خاندانی نظام میں مرد ہی قوام ہونے کی اہلیت رکھتا ہے اور عورت فطرتاً ایسی بنائی گئی ہے کہ اسے خاندانی نظام میں مرد کی حفاظت و خبرگیری کے تحت رہنا چاہیے۔ نگرانی اور قوامیت ایسی چیز نہیں جو مرد اور عورت دونوں کے سپرد کر دی جاتی یا عورت کو دے دی جاتی اس لیے اقبال اس حقیقت کا بڑے واشگاف قطعی اور دوٹوک انداز میں اعتراف کرتے ہیں:

ایک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور — کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد
نے پردہ نہ تعلیم نئی ہو کہ پرانی — نسوانیت زن کا نگہبان ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا — اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد (13)

جہاں تک وراثت کا تعلق ہے۔ عورت کو مرد کے مقابلے میں نصف حیثیت سمجھنے میں معاشرے میں جو غلط فہمی عام ہے وہ دراصل اسلام کی عائلی قوانین سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے گو بظاہر وراثت کے معاملے میں مردوں اور عورتوں کے حصے میں عدم مطابقت ہے تاہم اقبال کے نزدیک اس کی وجہ یہ نہیں کہ مردوں کو عورتوں پر برتری حاصل ہے بلکہ ایسا سوچنا بھی روح اسلام کے خلاف ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔

"ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف"(14)

(اور عورتوں کے لیے (حق) ہے جیسے عورتوں پر مردوں کا حق ہے دستور کے مطابق)

لہٰذا یہ خیال قطعاً غلط ہے کہ ایسا اس لیے کیا گیا ہے کہ لڑکیاں لڑکوں کے مقابلے میں کمتر حیثیت کی حامل ہوتی ہیں۔ اقبال کے خیال میں وراثت میں بیٹے کے مقابلے میں بیٹی کا آدھا حصہ متعین کرنے کی بہت سے وجوہات ہیں ۔اس سلسلے میں اقبال رقم طراز ہیں:

“The share of the daughter in determind Not by any inferiority inherent in her, but In view of her aconomic opportunities and the place she accopies in the social structure of which she is a part and parcel” (15)

لہٰذا اقبال کے نزدیک لڑکی باپ کی وراثت میں لڑکے کے مقابلے میں آدھے حصے کی حق دار ہوتی ہے تاہم اس کی وجہ بھی کچھ اور نہیں بلکہ معاشی ہی ہے۔ لڑکی کو معاشرے میں ایسے مالی مفادات حاصل ہوتے ہیں جو لڑکے کو میسر نہیں ہوتے۔ مثلاً لڑکی شادی میں والد سے جہیز لیتی ہے اور خاوند سے مہر وصول کرتی ہے اور وہ اس کی جائیداد اور رقم کی بلا شریک غیرے مالک ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں گھر کے اخراجات اور افراد خانہ کی کفالت کی ذمہ داری بیوی کی نہیں بلکہ شادی کے بعد خاوند ساری عمر بیوی کی کفالت کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر اُٹھاتا ہے۔ یوں معاشی لحاظ سے لڑکے اور لڑکیوں کے مالی مفادات میں کوئی خاص فرق نہیں رہتا۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم اسلام کے اساسی اصولوں کے پس پشت کارفرما حکمت و دانائی کو دریافت کریں اور دورِ حاضر کی اقتصادی طبقاتی کشمکش کے خاتمے کے لیے اسلامی اصول و قوانین کی روشنی میں حل پیش کریں۔ ان دونوں کے قویٰ میں فطرت نے جو فرق رکھا ہے۔ اس کا مقصد اسرار حیات کو کائنات میں محفوظ رکھنا ہے۔

عورت کے مقام و مرتبے کو متعین کرنے کے بعد اقبال ان کے سامنے مثالی کردار بھی پیش کرتے ہیں۔ اقبال کی نظر میں عورت کے لیے سب سے مثالی نمونہ حضرت فاطمہ الزہراؓ جگر گوشۂ رسول ﷺ، زوجہ علیؓ اور اُم الحسنینؓ ہیں۔ جن کی شخصیت تعظیم و تکریم اور عزت و شرف ہر اعتبار سے افضل و اشرف ہیں۔ اقبال کے نزدیک ایک مسلمان عورت کے لیے فاطمہ الزہراؓ کے آسوہ پر عمل کرنا ضروری ہے۔

مزرعِ تسلیم را حاصل بتول　　　مادران را اسوہ کامل بتول (16)

دنیا بھر کی مائیں ان کی اسوہ کاملہ پر عمل کر کے ہی رفعت اور سربلندی کو پا سکتی ہیں۔

سیرت فرزندہا از اُمہات　　　جوہر صدق و صفا از امہات (17)

سیدہ فاطمہؓ وہ ہستی تھی جس نے امام حسینؓ جیسے فروش کو جنم دیا۔ لہٰذا ان کی راہ چلتے ہوئے اسلام پر جان دینے والے فرزند ملت اسلامیہ کو دیں تاکہ عصر حاضر میں نئے فتنوں کا مقابلہ کر سکیں۔ اقبال کے نزدیک اگر کسی عورت کے بطن سے ایک ایسا سچا عاشقِ اسلام پیدا ہو جائے تو گویا اس نے اپنی زندگی کے منشا کو پورا کر دیا۔ اقبال مشرقی عورت سے کہتے ہیں کہ اگر تو اس درویش کی نصیحت کو پلے باندھے تو ہزار قومیں مر جائیں گی مگر تو نہیں مرے گی۔ سیدہ فاطمہؓ بن اور اس دور سے پنہاں رہ تاکہ تو کسی شبیرؓ کو جنم دے سکے۔

اگر پندے ز درویشی پذیری　　　ہزار امت عبیرد تو غیری

بتولےؓ باش و پنہاں شو ازیں عصر | کہ در آغوش شبیرےؓ بگیری (18)

حضرت فاطمہؓ کے بعد طرابلس کے جہاد میں شہید ہونے والی چودہ سالہ معصوم اور شیر دل رکھنے والی فاطمہ بنت عبداللہ کو آج کی مسلمان لڑکیوں کے لیے نمونہ پیش کیا ہے۔ جس نے اس زمانے میں رہ کر ملت اسلامیہ کی لاج رکھ لی۔

ہے کوئی ہنگامہ تری تُربت خاموش میں | پل رہی ہے ایک قوم تازہ اس آغوش میں
بے خبر ہوں گرچہ ان کی وسعت مقصد سے میں | آفرینش دیکھتا ہوں ان کی اس مرقدسے میں (19)

مزید برآں اشرف النساء جیسی دختران ِ ملت کی پیروی کی تلقین کی ہے۔

ان عظیم ہستیوں کے کردار سے فکر اقبال میں عورت کے مقام و مرتبے کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اقبال کس قسم کی عورت کو پسند کرتے ہیں اور ان کی رائے صنف نازک کے متعلق کس قدر بلند اور پاکیزہ ہے۔ اقبال کی نظر میں عورت کا مقام و مرتبہ سابقہ تمام تر خیالات و افکار سے منفرد اور ممتاز ہے۔ ساتھ ہی عورت کے حوالے سے اقبال نے بنیادی سوالات کو اسلام کی حقیقی فطری اور قابل تقلید تعلیمات کی روشنی میں حل کیا۔

اقبال کے راہ عمل کی نشان دہی پر چل کر عورت نہ صرف ہر قسم کے ظلم اور استحصال سے مامون رہ سکتی ہیں بلکہ فطرت کی جانب سے تفویض کردہ اپنی زمہ داریاں ادا کر کے تصویر کائنات کو مزید رنگین و خوب صورت اور انسانی قلوب کو منور کر سکتی ہے۔

حوالہ جات

1) علامہ محمد اقبالؒ "کلیات اقبالؒ" (فارسی) لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز 1985ء ص (150)

1) Allama Muhammad Iqbal "Kuliyat Iqbal" (Persian) Lahore, Sheikh Ghulam Ali and Sons 1985 p-150

2) ایضاً ص (150)

2) Allama Muhammad Iqbal "Kuliyat Iqbal" (Persian) Lahore, Sheikh Ghulam Ali and Sons 1985 p-150

3) ایضاً

3) Allama Muhammad Iqbal "Kuliyat Iqbal" (Persian) Lahore, Sheikh Ghulam Ali and Sons 1985 p-150

4) ایضاً ص (149)

4) Allama Muhammad Iqbal "Kuliyat Iqbal" (Persian) Lahore, Sheikh Ghulam Ali and Sons 1985 p-149

5) علامہ محمد اقبال "کلیات اقبال" (اردو) لاہور، مکتبہ جمال 2012ء ص (967)

5) Allama Muhammad Iqbal "Kuliyat Iqbal" (Urdu) Lahore, Maktaba Jamal 2012 p. (967)

6) بحوالہ از رفیع الدین ہاشمی مضمون "زن" مشمولہ، دائرہ معارف اقبال (دوم) ص (452)

6) With reference to Rafiuddin Hashmi's article "Zin", Daira Ma'arif Iqbal (II) p. (452)

7) علامہ محمد اقبال "کلیات اقبال" (اردو) لاہور، مکتبہ جمال 2012ء ص (964)

7) Allama Muhammad Iqbal "Kuliyat Iqbal" (Urdu) Lahore, Maktaba Jamal 2012 p. (964)

8) علامہ محمد اقبال "کلیات اقبال" (اردو) لاہور، مکتبہ جمال 2012ء ص (963)

8)Allama Muhammad Iqbal "Kuliyat Iqbal" (Urdu) Lahore, Maktaba Jamal 2012 p. (963)

9) علامہ محمد اقبال کلیات اقبال (فارسی) لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز 1985ء ص 905)

09) Allama Muhammad Iqbal "Kuliyat Iqbal" (Persian) Lahore, Sheikh Ghulam Ali and Sons 1985 p-150

10) علامہ محمد اقبال کلیات اقبال (اردو) لاہور، مکتبہ جمال 2012 ص (963)

9) Allama Muhammad Iqbal "Kuliyat Iqbal" (Urdu) Lahore, Maktaba Jamal 2012 p. (963)

11) ایضاً ص (968)

11) Allama Muhammad Iqbal "Kuliyat Iqbal" (Urdu) Lahore, Maktaba Jamal 2012 p. (968)

12) مولانا سید ابوالحسن علی ندوی "نقوس اقبال" کراچی مجلس نشریات اسلامی س،ن ص (289)

12) Maulana Syed Abul Hasan Ali Nadvi "Naqoos Iqbal" Karachi Majlis-e-Nashat-e-Islami S, N S (289)

13) بحوالہ از "ابن فرید، مضمون "عمرانی تصورات" مشمولہ، دائرہ معارف اقبال (سوم) ص (143)

12) With reference to "Ibn Farid, the article "Imrani concepts" included, Iqbal's encyclopedia (third) p. (143)

14) علامہ محمد اقبال کلیات اقبال (اردو) لاہور، مکتبہ جمال 2012ء ص (966)

13) Allama Muhammad Iqbal "Kuliyat Iqbal" (Urdu) Lahore, Maktaba Jamal 2012 p. (966)

15) القران پارہ نمبر 2، آیت نمبر 228

14) Al-Qur'an Para No. 2, Verse No. 228

16) Allama Muhammad Iqbal “the reconstruction of Religions thought in Islam” Lahore, Iqbal academy Pakistan. 2019 Pg# 135

17) علامہ محمد اقبال کلیات اقبال(فارسی) لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز 1985ء ص(153)

16) Allama Muhammad Iqbal "Kuliyat Iqbal" (Persian) Lahore, Sheikh Ghulam Ali and Sons 1985 p-153

18) ایضاً ص(153)

17) Allama Muhammad Iqbal "Kuliyat Iqbal" (Persian) Lahore, Sheikh Ghulam Ali and Sons 1985 p-153

19) علامہ محمد اقبال کلیات اقبال(فارسی) لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز 1985ء ص(976)

18) Allama Muhammad Iqbal "Kuliyat Iqbal" (Persian) Lahore, Sheikh Ghulam Ali and Sons 1985 p-976

20) علامہ محمد اقبال کلیات اقبال(اردو)لاہور، مکتبہ جمال 2012ء ص(380)

19) Allama Muhammad Iqbal "Kuliyat Iqbal" (Urdu) Lahore, Maktaba Jamal 2012 p. (380)